ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE: 2789-8784

ZAUQ-E-TAHQEEQ
www.Zauq-e-Tahqeeq.com
etitor@zauq-e-tahqeeq.com

ISSN PRINT: 2789-8776
ISSN ONLINE:2789-8784
Volume.5,Issue No.3(2023)
(October to December)

عصمت اور منٹو کے نسوانی کردار اور ڈاکٹر وزیر آغا کا اندازِ نقد

(ساختیاتی اور پس ساختیاتی تناظر میں)

Feminine Characters of Asmat and Manto and the Style of Dr. Wazir Agha (In Structural and Post-Structural Perspectives)

ڈاکٹر سیدہ عطیہ خالد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

ڈاکٹر شعیبہ معید

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا

Dr. Syeda Atia Khalid

Assistant Professor, Department of Urdu, GC Women University, Sialkot

Dr. Shaiba Moeed

Assistant Professor, Department of Urdu, University of Srgodha, Sargodha

Abstract:

This paper discusses the critical approach of Dr. Wazir Agha. In this regard, two critical articles by Dr. Wazir Agha have been analyzed. Both of these subjects are of a structural and post-structural nature. Both of these essays critically examine the feminine characters in the fiction of two major fiction writers. Dr. Wazir Agha has discussed diverse aspects of characterization while studying the feminine characters of Ismat Chughtai and Saadat Hassan Manto's fiction. This article deals with these aspects of characterization. This vindictive study also reveals the uniqueness of Dr. Wazir Agha's critical thinking. Also, the metaphysical nature of his critical thinking with regard to the characters has become clear.

Keywords: : Critical approach, Dr. Wazir Agha, post-structural,characterization, feminine characters, metaphysical

بیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں ساختیات اور پس ساختیات کے علاوہ قاری اساس تنقید نے بھی تخلیق کی پرکھ کے لیے نئے تنقیدی تناظر اور پیمانے مہیا کیے لیکن اُردو تنقید میں جدید تنقیدی نظریات، نظری مباحث کی حدود سے بہت کم تجاوز کرتے ہیں، عملی طور پر خال خال ناقدین ہی ان نظریات کا اطلاق تخلیقی ادب پر کرتے نظر آتے ہیں۔ ان چند ناموں میں ایک اہم نام ڈاکٹر وزیر آغا کا بھی ہے۔ انھوں نے اسی اور مابعد کی دہائیوں میں ساختیاتی اور پس ساختیاتی فکر کے متعدد نظری پہلوؤں کا نہ صرف دقیق مطالعہ کیا بلکہ عملی طور پر بھی ان جدید تنقیدی پیمانوں کو تخلیقی ادب کی پرکھ کے لیے استعمال کیا۔ اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب کے دو مضامین بہت اہمیت کے حامل ہیں، جن میں خصوصیت سے عصمت چغتائی اور سعادت حسن منٹو کے افسانوں کے نسوانی کرداروں کا مابعد جدید تنقیدی زاویے سے محاکمہ کیا گیا ہے اور خصوصاً کردار نگاری کے حوالے سے ان کا منفرد نقطہ نظر سامنے آتا ہے۔ زیرِ نظر

مقالہ بھی اسی ضمن میں ان کے امتیازی نقطہ نظر کو سمجھنے کی ایک کاوش ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے مذکورہ دو اہم مضامین جو ساختیاتی اور پس ساختیاتی فکر کے حامل ہیں، ناقد کے تنقیدی مضامین کی کتاب "معنی و تناظر" میں شامل ہیں۔ مضمون بعنوان "عصمت چغتائی کے نسوانی کردار" اور "منٹو کے افسانوں میں عورت" دونوں مضامین کتاب میں شامل ہونے سے قبل "صریر" کے سالنامہ جون۔۱۹۹۸ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ ڈاکٹر وزیر آغا نے ایک ہی عہد کے دو اہم افسانہ نگاروں کے نسوانی کرداروں کا ساختیاتی اور پس ساختیاتی تناظر میں مطالعہ کیا ہے اور متن کی قرآت کے ذریعے، کردار کے داخل میں اتر کر ایک ایسی نئی کہانی دریافت کی جو دراصل افسانہ نگار کے باطن میں موجود تھی۔ یہ دونوں مضامین اگرچہ ساختیاتی اور پس ساختیاتی اندازِ نقد کے حامل ہیں لیکن بنیادی طور پر ان میں کردار کی متنوع جہات سے فکر انگیز بحث کی گئی ہے۔ ساختیاتی نقاد کے ہاں متن سے ہی معنی اخذ کیے جاتے ہیں۔ ساختیاتی ناقد کے لیے تخلیق کار کے ذہن میں موجود معنی اہمیت نہیں رکھتے۔ "ساختیاتی تخلیق کار کا زور لفظوں پر ہوتا ہے۔ صرف سگنیفائر پر۔ سگنیفائیڈ کے بارے میں وہ نہیں سوچتا۔ اس کے بارے میں قاری اور نقاد سوچتے ہیں۔"(۱)

اول الذکر مضمون "عصمت چغتائی کے نسوانی کردار" اس حوالے سے اہم مضمون ہے کہ ڈاکٹر وزیر آغا نے عصمت کے افسانوں کے نسوانی کرداروں کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ اہم نکتہ پیش کیا ہے کہ اس کے نسوانی کرداروں کے پس منظر میں ایسی عورت کا وجود ابھرتا ہے جو مجتمع کرنے کی صلاحیت کے بجائے، بکھراو میں زیادہ دلچسپی رکھتی ہے حالانکہ فطری طور پر عورت میں سمیٹنے کا جذبہ شدت سے موجود ہوتا ہے۔ عصمت کے نسوانی کردار بکھراو میں دلچسپی کیوں رکھتے ہیں؟ اس سوال کا جواب عصمت کی داخلی شخصیت کی زیریں سطح سے نیچے جا کر تلاش کیا جا سکتا ہے کیونکہ تخلیق کار کے باطن میں ثقافتی اقدار کے اثرات کہیں نہ کہیں شخصیت کی تعمیر کر رہے ہوتے ہیں۔ ادب کی قدیم روایت پر نظر ڈالی جائے تو ہندو اساطیر اور دیومالا کی "کالی" یا "سمیریا، ایسے کردار ہیں جو بکھراو اور شکست و ریخت کا کام انجام دیتے ہیں۔ ان کا کام مدون اشیا کو توڑ پھوڑ دینا ہے۔ غالب رجحان ہے کہ عصمت کے لاشعور میں ان ثقافتی اساطیر اور دیومالا کے اثرات موجود ہوں لیکن عصمت کے نسوانی کردار ان قدیم کرداروں کی ہو بہو نقل نہیں ہیں بلکہ عصمت کے کردار ان قدیم کرداروں سے بھی الگ پہچان رکھتے ہیں۔ افسانوی ادب کے یہ قدیم کردار نہ صرف واضح جسمانی صورت رکھتے ہیں بلکہ ان کی نفسیاتی شکل بھی متعین ہے، جس کے باعث الگ اور مختلف ضرور نظر آتے ہیں لیکن اس کے باوجود Closed System (بند نظام) کا حصہ بھی ہیں، چنانچہ قدیم کرداروں کو پورٹریٹ Potrait بھی کہہ سکتے ہیں۔ عصمت کے کرداروں کی انفرادیت یہ ہے کہ وہ پورٹریٹ سے اس لیے الگ نظر آتے ہیں کہ ان میں کرداری ارتقا ہے چنانچہ محض جسمانی یا نفسیاتی خدوخال کا الگ ہونا، کردار کو تشکیل نہیں دیتا بلکہ اس میں ارتقائی کیفیت اور صورت کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔

ڈاکٹر وزیر آغا نے مذکورہ مضمون میں کردار کی تشکیل کی اساس کی بہت عمدگی سے وضاحت کی ہے۔ انہوں نے پروٹوٹائپ سے ہی کردار کو ابھرتا ہوا دکھایا ہے لیکن کردار تب کردار بنتا ہے، جب وہ اپنی پروٹوٹائپ سے الگ انفرادیت اور پہچان رکھتا ہے اور یہ ارتقائی کیفیت میں ہوتا ہے۔ عصمت کے نسوانی کرداروں کی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک طرف پروٹوٹائپ سے ہی ابھرتے ہیں لیکن وہ

قدیم کرداروں کی طرح ساکت نہیں ہو جاتے بلکہ ان میں ارتقا کا رجحان انھیں کرداری اٹھان دیتا ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کردار کو پروٹوٹائپ کی اساس سے ابھرتا ہوا لیکن انفرادیت کا حامل تصور کرتے ہیں۔

> "اگرچہ افسانے میں کردار پروٹوٹائپ کی بنیاد پر ہی متشکل ہوتا ہے لیکن جب افسانے میں واقعات اور سانحات کی چھوٹ پڑتی ہے تو کردار کی نفسیاتی تقلیب ہو جاتی ہے اور اس طرح کردار اپنی ہی ٹائپ کے دیگر افراد کے الگ نظر آنے لگتا ہے۔ جب کردار میں پروٹوٹائپ سے الگ ہو کر اپنی انفرادیت کو اجاگر کرنے کی خوبی نمایاں ہوتی ہے تو وہ کردار کی سطح پر پہنچتا ہے۔ یہ انفرادیت ہی پروٹوٹائپ کو کرداری اٹھان دیتا ہے۔"(۲)

ڈاکٹر وزیر آغا افسانے میں ہیرو اور اینٹی ہیرو کو بھی کردار کے ارتقا کے نقطہ نظر سے واضح کرتے ہیں۔ کردار جب ارتقاء پذیر ہوتا ہے تو وہ ایک خاص سمت میں حرکت کرتا ہے، اور بڑھتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس لیے کردار اس وقت کردار بنتا ہے جب وہ واقعات اور حالات سے نبرد آزما ہوتا ہے، تو اپنے مخصوص اور متعین خدوخال کو بدلنے لگتا ہے، لیکن اس کا ابتدائی عکس مٹتا نہیں ہے۔ نہ ہی کردار پورٹریٹ ہے، نہ ہی انوکھے خال وخد کا حامل ہوتا ہے۔ اس طرح ہیرو، اینٹی ہیرو میں تبدیل نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ افسانے میں اینٹی ہیرو کا کردار اس لیے اہم ہے کہ وہ ہیرو کے تصور کو بڑھاتا ہے اس کو ختم نہیں کرتا۔

فکشن میں ساختیاتی تنقید نے قدیم کردار کے تصور کو معدوم کیا ہے۔ اب کردار کے خدوخال مقرر اور بے لچک نہیں ہوتے بلکہ اسٹرکچرنگ کے عمل سے گزرتے ہیں اگر کردار اپنے مقرر اور متعین اوصاف کے ساتھ بھی کہانی میں شامل ہوتے ہیں تو رفتہ رفتہ واقعات اور سانحات کے عملی تجربات سے گزر کر اپنے خدوخال بدلنے لگتے ہیں۔ عصمت کے کردار بھی مقررہ اوصاف کے ساتھ کہانی میں شامل ہوتے ہیں لیکن رفتہ رفتہ نقاب الٹنے لگتے ہیں اور افسانے کے آخر تک پہنچتے پہنچتے وہ کردار اپنی نئی شباہت کا حامل نظر آتا ہے۔ بنیادی طور پر ڈاکٹر صاحب نے عصمت کے نسوانی کرداروں کو بھی اسی ساختیاتی اندازِ نقد کے تحت دیکھا ہے۔

> "ساختیاتی تنقید نے ہیرو کے قدیم تصور کو ختم کیا ہے اور اب ایک ایسا کردار، جو کہانی میں شریکِ کار رہے اور اسٹرکچرنگ سے گزرے۔ اس طرح کردار اپنی انفرادیت کو قائم رکھے، وہ اپنے وجود کو ہجوم میں بے نام ہونے سے بچائے۔"(۳)

اگر ایسا کہا جائے کہ افسانہ نگار یا تخلیق کار کہانی میں شامل نہیں ہوتا تو یہ درست نہیں، کیوں کہ ڈاکٹر وزیر آغا اس خیال کو پیش کرتے ہیں:

> "تخلیق کار جذباتی طور پر افسانے کی بنت اور کہانی میں شامل ہوتا ہے، وہ افسانے کی واردات میں خود کو جذب کر لیتا ہے، اس طرح افسانہ ایک خاص سمت میں چلتا ہے۔"(۴)

لسانیات ایک الگ علمی شعبہ ہے اور ساختیات اس سے الگ طرزِ فکر ہے۔ ماہرِ لسانیات اور ساختیاتی نقاد میں کوئی مماثلت نہیں۔ ہاں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ بیسویں صدی میں ساختیاتی فکر نے زندگی کے متعدد شعبوں کو متاثر کیا۔ کئی نئے اور قدیم علوم میں ساختیاتی نظریہ کی جھلک موجود ہے۔ ان علمی شاخوں میں نفسیات، عمرانیات، فلسفہ کے علاوہ بشریات اور سماجیات کے علوم بھی شامل ہیں۔ ماہرِ لسانیات لسانی رشتوں کو زیرِ بحث لاتا ہے۔ جیسے گرائمر میں اسم اور فعل، یا فعل اور مفعول کے تعلق کو۔ اس طرح وہ جملے کے مواد کو اہمیت نہیں دیتا بلکہ لسانی رشتوں کے پیٹرن کو دیکھتا ہے جس سے معنی کا حصول ممکن ہوتا ہے یعنی ماہرِ لسانیات کے لیے تخلیق یا فن پارہ ایک مکمل اکائی نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس میں رشتوں کی بنت ہے۔ جس سے معنی پیدا ہوتے ہیں اور ماہرِ لسانیات اسی گرہ کو کھولتا ہے۔ جبکہ ساختیاتی نقاد معنی کی شعریات کو سمجھتا ہے۔ متن کی قرات سے حاصل ہونے والے اکہرے معنی ہی اہم نہیں بلکہ متن کی تہہ میں دوسرے پوشیدہ معنی بھی اہم ہیں۔ متن میں ظاہری معنی کے علاوہ داخلی زیریں سطح پر بھی غائب معنی کو اہمیت دینا اور اس کی شعریات کو سمجھنا، ساختیاتی نقاد کا کام ہے۔ وہ متن میں معانی کے لیے CODES اور COVENTION بھی متعین کرتے ہیں۔

ساختیات کے وظائف میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ "ساختیات دراصل کسی نظام کی اس داخلی ساخت کا تجزیہ کرتی ہے، جو ایک سسٹم ہے مگر جس کے مظاہر ایک ٹھوس وجود رکھتے ہیں۔ اس ساخت کے مخصوص کوڈز ہیں جو اس کی معنی خیزی کے ذمہ دار ہیں۔"(۵) چنانچہ ساختیات زبان کے "نشانات کے سسٹم" کے طور پر زیرِ مطالعہ آتا ہے۔ "Terry Eagleton" بھی Ferdinand de Saussure کی ساختیاتی فکر کا مطالعہ کرتے ہوئے "نشانات کے سسٹم" کی وضاحت کرتے ہیں:

> "Saussure viewed language as a system of signs, which was to be studied' Synchronically' that is to say, studied as a complete system at a given point in time, rather than ' Diachronically' in its historical development. Each sign was to be seen as being made up of a ' signifier '(a sound, image or its graphic equivalent) and a ' signified' the concept or meaning.(6)

ڈاکٹر وزیر آغا نے عصمت کی افسانوی کہانیوں کی سطح پر ایک اور کہانی کا ادراک کیا ہے جو عصمت کی نجی زندگی کی کہانی ہے۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

> "ساختیاتی نقد جب کسی کہانی کو موضوع بناتا ہے تو وہ بھی اس کو (لسانی تجزیے کی تقلید میں) ایک ایسے تجزیے کا ہدف بناتا ہے جس سے کہانی کی سطح پر ایک اور کہانی ابھر آتی ہے۔۔۔ ایک ایسی کہانی جو نشانات (Signs) کا مرقع ہے۔۔۔ یہی کام ساختیاتی نقاد کا بھی ہے کہ وہ کہانی کا مطالعہ کرتے ہوئے اسے متعدد نئی معنوی سطحیں تفویض کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کہانی کا مبصر نہیں بلکہ اس میں شرکت کر رہا ہے۔"(۷)

عصمت کے نسوانی کردار علامتی یا تجریدی کردار نہیں ہیں اور نہ ہی بے چہرہ اکائیاں ہیں۔ تجریدی اور علامتی کردار اپنی صفات سے منقطع ہو کر افسانے کے بیانیہ کا حصہ نظر آتے ہیں۔ عصمت کے کردار اسم معرفہ اور اسم صفت کے اعتبار سے قدیم کرداروں سے مماثل ہو سکتے ہیں لیکن اس کے سبھی کردار اپنی الگ نفسیات رکھتے ہیں۔ اس طرح عصمت کے کرداروں میں "کافر" کی "میں" یا "لحاف" کی بیگم جان "اسم معرفہ اور اسم صفت کے اعتبار سے قدیم کردار کی مثال ہو سکتی ہیں لیکن نفسیاتی اور ذہنی اوصاف کے حوالے سے اپنا الگ وجود رکھتی ہیں۔ اگر مابعد جدید تناظر میں کردار کی بنت کے حوالے سے بات کی جائے تو عصمت کے کردار قدیم تصورِ کردار سے الگ نظر آتے ہیں۔ "عصمت چغتائی کے بیشتر نسوانی کردار اس جدید رویے کے غماز ہیں، وہ جب افسانے میں داخل ہوتے ہیں تو قاری کہہ نہیں سکتا کہ وہ کیا روپ اختیار کریں گے مگر افسانے کے مطالعہ کے بعد قاری کو یہ کردار اپنے اصل میں نظر آجاتے ہیں۔"(۸)

مابعد جدید تنقید کے حوالے سے یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ تخلیق کار اپنے کردار کے ساتھ جذباتی وابستگی رکھتا ہے یا نہیں؟ کیا کہانی کار کی اپنے کردار کی نفسیاتی احساس کے ساتھ جڑت ضروری ہے یا نہیں؟ کیا جدید تنقید اسے اعتبار بخشتی ہے کہ افسانہ نگار جذباتی یا نفسیاتی سطح پر کہانی کے پس منظر میں کہیں موجود ہو؟ ڈاکٹر صاحب افسانہ نگار کی شرکت کو اہم قرار دیتے ہیں مگر یہ شرکت دانستہ اور ارادتاً نہیں ہونی چاہئے، اسی حوالے سے ضمیر علی بدایونی اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں کہ "تخلیق کار کے لیے لازمی ہے کہ وہ تخلیق کے لیے جگہ خالی کر دے اور فن کی اشارتی فضا میں گم ہو جائے۔ تخلیق کی لطافت مصنف کی موجودگی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ متن کی معنویت کے اس کھیل میں مصنف کی حیثیت جھنڈے کی طرح علامتی ہوتی ہے۔"(۹)

ساختیات و پس ساختیات کے مفکرین کے نزدیک مصنف کی ذات کو فن پارے کی معنویت میں گم ہو جانا چاہیے۔ جس طرح حقیقت فن میں چھپی ہوتی ہے۔ فن پارہ دائمی طور پر اس وقت زندہ رہتا ہے جب فن کار کی ذات فن کے پس منظر میں کہیں گم ہو جاتی ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح فن میں حقیقت چھپی ہوتی ہے۔ عصمت کے سوانحی مضامین سے اس کی شخصیت کی عکاسی ہوتی ہے وہ بنیادی طور پر اقدار اور ثقافت سے بغاوت کا میلان رکھتی ہے۔ اس طرح وہ سماجی ڈھانچوں اور منظم نفسیاتی پیرامیٹرز سے دور بھاگتی ہیں۔ یہی خوبی اس کے افسانوں کے کرداروں میں بھی در آئی ہے۔ عصمت کے افسانوں میں افسانہ نگار کی ذات کا احساس قاری کو نہیں ہوتا، نہ ہی افسانے کی فضا بوجھل ہوتی ہے بلکہ عصمت کی شخصیت غیر ارادی طور پر نا قابلِ محسوس انداز میں کرداروں کے باطن میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ عصمت کے افسانوں کے نسوانی کردار کے پس پشت ایک ایسی عورت ہے جو عصمت کی سائیکی میں کہیں موجود تھی۔ عصمت کے ہر کردار میں انفرادیت کی جھلک اسی عورت کی وجہ سے ملتی ہے۔

> "عصمت نے معاشرے کی ہر سطح سے اس کے مخصوص اوصاف کے حامل کردار چنے ہیں، لیکن یہ پروٹوٹائپ نہیں ہیں بلکہ ان میں کردار کے نقوش ملتے ہیں۔ اسی طرح حرکت و عمل کی سطح پر دیکھا جائے تو بھی عصمت کے کردار مختلف سانحات سے گزر کر کرداری نشوونما پاتے ہیں۔ یہ

کردار ہر وقت حرکت میں رہتے ہیں اور با عمل بھی۔ اس طرح قدیم کرداروں کی طرح ان کے اوصاف شروع سے آخر تک مقرر نہیں ہیں۔"(۱۰)

ساختیات کے اندازِ نقد کے مطابق قاری متن کی قرات سے معنی کی نئی صورتیں دیکھتا ہے لیکن ایک صاحبِ ذوق قاری کے داخل میں تخلیقی ذوق کی بنیاد پر چند نمونے موجود ہوتے ہیں۔ عام طور پر قاری اس ہی طرح کے کرداروں اور پلاٹ کو پسند کرتا ہے اور دیکھنا چاہتا ہے کیونکہ کہانی کا ایک مقصد قاری کی جمالیاتی تسکین بھی ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا کے خیال میں انوکھا متن پیش کرنا قرات کے عمل میں رکاوٹ نہیں ڈالتا یونکہ کہانی میں اعلی سطح کی کہانی کا تصور بھی موجود ہے۔ کیا ساختیاتی اندازِ نقد کے ذریعے قرات کے عمل سے معنی کی متعدد سطحیں پیدا نہیں کی جاسکتیں؟ یقیناً ایک باشعور اور صاحبِ ذوق قاری معنی آفرینی کے باعث کہانی کی متعدد سطحیں پیدا کرلیتا ہے۔ کردار کی پیش کش کے حوالے سے ڈاکٹر وزیر آغا ایسے کردار کو اہمیت دیتے ہیں جو قاری کی تخلیقیت کو بڑھائے ۔ کردار میں ناتمامی کا عنصر موجود رہے۔ اس میں Spaces ہوں تاکہ قاری اس کو اپنے متخیلہ سے پر کرسکے۔ عصمت کے کردار بھی ناتمامی کا ایسا احساس ابھارتے ہیں، جس میں قاری کے لیے بے پناہ امکانات موجود ہوتے ہیں۔

"عصمت چغتائی کے نسوانی کردار کاریگری کے نمونے نہیں ہیں جن میں کوئی خلا موجود ہی نہیں ہوتا۔ وہ تو ایک ایسا پیٹرن ہیں جن میں کردار کے دھاگے سدا بنتے اور ٹوٹتے رہتے ہیں۔ قاری جب خود بھی اس پیٹرن میں داخل ہو کر بنانے اور بگاڑنے کے عمل میں شریک ہوتا ہے تو اسے ان کرداروں کے بے پناہ امکانات کا فی الفور احساس ہو جاتا ہے۔(۱۱)

"منٹو کے افسانوں میں عورت" میں، عورت، کا ہر کردار مزاج اور اوصاف میں اس عورت سے ملتا ہے جو منٹو کے ذہن میں موجود عورت کا پروٹوٹائپ تھا۔ منٹو کے ہاں داخلی سطح پر ایک مشرقی عورت کا تصور موجود ہے۔ جب افسانوں میں عورت کا کردار دیکھا جائے تو وہاں بھی دوہرا رویہ نظر آتا ہے۔ کردار اوپر کی سطح پر تو معاشرتی اقدار سے انحراف رکھتے ہیں اور آزادیء نسواں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ منٹو بھی عورت کے ہر کردار میں آزادی کا تصوّر پروان چڑھاتا ہے لیکن منٹو کی کرداری عورت داخلی سطح پر مشرقی اقدار پسند ہے وہ ایک منظم سماجی اور گھریلو زندگی کو پسند کرتی ہے۔ اس طرح منٹو کے افسانوں میں کردار کی دوہری سطحیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ظاہری طور پر باغی عورت لیکن داخلی طور پر مشرقی عورت۔ جو برصغیر کی ثقافتی اقدار کو نہ صرف پسند کرتی ہے بلکہ دل و جان سے ان کو اپنانا چاہتی ہے۔ افسانہ "جانکی" اس کی واضح مثال ہے۔ ڈاکٹر صاحب اپنے نکتہ نظر کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"عصمت کے نسوانی کردار آغاز سے انجام تک اور خارج کے علاوہ داخلی سطحوں پر بغاوت ہی کے علمبردار دکھائی دیتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ یک زمانی یعنی Synchronic رویہ ہے دوسری طرف منٹو کے نسوانی کردار نظر آنے والی اپنی بالائی سطح کو خود ہی منہدم کر دیتے ہیں۔ گویا وہ بنیادی طور پر دوزمانی یعنی Diachronic رویے کے علمبردار ہیں۔"(۱۲)

چنانچہ ایک ہی عہد کے دو اہم افسانہ نگاروں کے نسوانی کردار اپنی تخلیقی بنت میں متضاد رویے رکھتے ہیں۔ منٹو کے کردار، اکثر کردار یکدم اختتام پر اپنا نقاب الٹ دیتے ہیں اور مختلف نظر آنے لگتے ہیں نیز ان کے کرداروں کی داخلی اور خارجی دونوں سطحوں میں تضاد نظر آتا ہے اور داخلی سطح خارجی سطح کی تکذیب کرتی ہے لیکن کرداری ارتقا کے حوالے سے عصمت کے کردار بہت مضبوط کردار ہیں۔ وہ پرت در پرت اپنی شخصیت کے پردے چاک کرتے ہیں اور افسانے میں جس روپ میں داخل ہوتے ہیں آخر تک ان میں ارتقائی صورت قائم رہتی ہے۔ عصمت کے نسوانی کرداروں کے پس منظر میں اس کی ذات کا باغیانہ رویہ شامل ہے۔ جب کہ منٹو کے نسوانی کردار خارجی سطح پر باغیانہ رویہ کے حامل نظر آتے ہیں لیکن داخلی اور جذباتی سطح پر مشرقی اقدار سے جڑے رہتے ہیں جس میں افسانہ نگار کی شخصیت کی حقیقت کہیں پس منظر میں چھپی بیٹھی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ مناظر عاشق ہر گانوی ، ڈاکٹر، ساختیاتی تنقید پر ڈاکٹر فہیم اعظمی سے مصاحبہ ، (مصاحبہ) ،مشمولہ،اوراق،جلد 27، شمارہ :۱۱۔۱۲، نومبر۔ دسمبر، ۱۹۹۲ء،لاہور، ص:۴۲

۲۔ وزیر آغا،ڈاکٹر، عصمت کے نسوانی کردار، مشمولہ، معنی اور تناظر، سرگودھا، مکتبہ نردبان،۱۹۹۸ء، ص:۳۶۰

۳۔ وزیر آغا،ڈاکٹر، عصمت کے نسوانی کردار،(مضمون)، مشمولہ، معنی اور تناظر، ایضاً، ص:۳۶۲

۴۔ ایضاً، ص:۳۲۷

۵۔ ناصر عباس نیّر،ڈاکٹر، ساختیات اور ساختیاتی تنقید،(مضمون)، مشمولہ،اوراق،لاہور، جلد ۳۰، شمارہ۸۔۹، اگست۔ ستمبر ۱۹۹۵ء، ص:۹۶

6-Terry Eagleton, Literary Theory An Introduction, London, University of Minnesota Press Minneapolis, 1983, P :95

۷۔ وزیر آغا،ڈاکٹر، عصمت کے نسوانی کردار،(مضمون)، مشمولہ: معنی اور تناظر، ایضاً، ص:۳۶۳

۸۔ ایضاً، ص:۳۶۶

۹۔ ضمیر علی بدایونی، بابو گوپی ناتھ – وجودی اور ساختیاتی تناظر میں (مضمون)، مشمولہ: جدیدیت اور مابعد جدیدیت، کراچی،اختر مطبوعات، ۱۹۹۹ء، ص:۸۹

۱۰۔ وزیر آغا،ڈاکٹر، عصمت کے نسوانی کردار،(مضمون)، مشمولہ، معنی اور تناظر، ایضاً، ص:۳۷۴

۱۱۔ ایضاً، ص:۳۷۷

۱۲۔ وزیر آغا،ڈاکٹر، منٹو کے افسانوں میں عورت، مشمولہ، معنی اور تناظر، سرگودھا، مکتبہ نردبان،۱۹۹۸ء، ص:۳۹۲

References in Roman Script:

1. Munazer Ashiq Harganvi, Dr. Sakhtiyati Tanqeed Par Dr. Faheem Azmi Musahiba, (Interview), Mushoola, Oraaq,Volume 27, Issue: 11-12, November-December, 1992, Lahore, p: 42

2. Wazir Agha, Dr.,Ismat Kay Niswani Kirdaar,Mashmola,Mani Aur Tanazur,Sargodha,Maktba Nardban, 1998, p:360

3. Wazir Agha, Dr., Ismat Kay Niswani Kirdaar, (Mazmoon),Mashmola, Mani Aur Tanazur,Ibid, p: 362

4. Ibid, p: 327

5. Nasser Abbas Nair, Dr., Sakhtyat aur Sakhtyat ki Tanqeed, (Mazmoon),Mashmola, Oraaq, Lahore, Volume 30, Issue 8-9, August-September 1995, p: 96

6-Terry Eagleton, Literary Theory An Introduction, London, University of Minnesota Press Minneapolis, 1983, P :95

7. Wazir Agha, Dr., Ismat Kay Niswani Kirdaar, (Mazmoon),Moshmola, Mani Aur Tanazur, Ibid, p: 363

8. Ibid, p: 366

9. Zameer Ali Badayoni, Babu Gopinath, Wajodi aur Sakhtyati Tanazur Mien (Mazmoon),Mashmola,Jadeeiat aur Ma Baad Jadiat, Karachi, Akhtar Publications, 1999, p:89

10. Wazir Agha, Doctor, Ismat Kay Niswani Kirdaar, (Mazmoon),Moshmola, Mani Aur Tanazur, Ibid, p: 374

11. Ibid, p: 377

12. Wazir Agha, Dr.,Manto Kay Afsanon Mien Orat,Mashmola, Mani Aur Tanazur, Sargodha, Maktba Nardban, 1998, p:392